تفسیر سورۂ والعصر

از

جناب مولانا عبدالقدیر صدیقی استاذ کلیہ جامعۂ عثمانیہ حیدرآباد

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

(و) اصل میں عطف کے لئے آتا ہے اور اس کے معنی ہیں " اور " مگر ایک خاص مناسبت سے قسم اور شہادت کے لیے بھی آتا ہے۔ کیونکہ قسم کھانے والا اس طرح کہا کرتا ہے:۔

" یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں اس پر فلاں شاہد ہے اور وہ بھی وہی کہے گا۔ جو میں کہہ رہا ہوں " واللّٰہ یعلم انی رسول اللّٰہ اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس کا رسول ہوں۔ یہ بھی قسم ہے۔ "خدا شاہد خدا شاہد یہ کیوں کہتے ہو وعدوں پر" یہ بھی قسم ہے

العصر کے معنی نچوڑنے کے ہیں۔ اِنِّیْ اَعْصِرُ خَمْرًا۔ میں شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑتا ہوں۔ پھر غروب سے پہلے زمانہ کو عصر کہنے لگے۔ کیوں کہ عموماً وہ دودھ دوھنے کا وقت ہوتا ہے۔ گویا کہ اس کی اصل زَمَانُ الْعَصْرِ پھر مطلق زمانے کے معنی میں آتا ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عصر سے زمانہ ہی مراد ہے دوسرے اور معنے نامناسب اور غیر چسپاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آیندہ جو بیان کیا جائے گا۔ اس پر زمانہ شاہد ہے۔ تاریخ کی ورق گردانی کرو۔ ملک ملک کے واقعات پوچھو۔ ہر قوم اور ہر ملت کے حالات و واقعات دریافت کرو۔ ہر ایک زبان حال و زبان قال سے شہادت دیگا کہ یہ دعوی سچا ہے۔ ایسا ہی اب تک ہوا ہے۔ اس وقت بھی اسی طرح ہے اور آیندہ

بھی یوں ہی ہوتا رہے گا کہ

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ

(اِنَّ) "بیشک" جملے پر زور دینے، اور اس کی تاکید کرنے کے لئے آتا ہے۔

(اَلْاِنْسَان) لام کئی طرح پر آتا ہے۔ یہاں استغراق کے لئے ہے۔ یعنے "تمام" "ہر ایک" یعنے ایک ایک انسان خواہ عرب ہو یا عجم۔ کالا ہو یا گورا۔ جو ہو۔

(ل) "البتہ" "بیشک" یہ بھی تاکید کے لئے اور زور بڑھانے کے لئے آتا ہے۔

(فِیْ) میں۔

(خُسْرٍ) نقصان گھاٹا ٹوٹا۔

(وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ) زمانہ شہادت دیتا ہے کہ ہر ایک انسان نقصان اور ٹوٹے میں ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۔

(اِلَّا) حرف استثنا ہے۔ بمعنی مگر۔ سوائے۔ بجز۔

(اٰمَنُوْا) ایمان لائے۔ یقین کیا۔ حقیقت کی تصدیق کی۔

(و) عطف کے لئے ہے، اور۔

(عملوا) عمل کیا۔ کام کیا۔

(الصلحت) مناسب۔ درست۔ نیک۔

(اِلَّا الخ۔ اس خسران و نقصان سے وہی لوگ مستثنیٰ ہیں، جنہوں نے ایمان رکھا اور نیک عمل کئے یا یوں کہو کہ جنہوں نے یقین رکھا اور مناسب کام کئے یعنی ان کی قوت علمی و عملی دونوں

درست ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کامیابی صرف ان لوگوں کو ہے۔جن کا ایمان قوی ہے۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔ ڈھل مل یقین نہیں۔جس شخص کو یقین نہیں وہ کوئی بھی کام نہیں کر سکتا کرتا بھی ہے تو بے دلی سے جس سے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلتا۔جس کا عقیدہ بھی درست ہو تو کافی نہیں۔عمل صالح۔مناسب کاموں کی بھی ضرورت ہے۔علم بے عمل وبال ہے۔اور عمل بے علم ضلال ہے۔علم درخت ہے وعمل اس کا ثمر ہے۔ثمرہ بے درخت کے محال ہے۔اور درخت بے ثمرہ بے کار ہے۔جس قدر علم صحیح اور قوی تر ہوگا اسی قدر عمل درست اور بہتر ہوگا۔

(بِالْحَقِّ)۔حق بات کی۔سچ اور راستی کی۔

اکیلے ایک آدمی کا اچھا ہونا خوش عقیدہ ہونا۔مناسب کام کرنا کافی نہیں۔انسان کو اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی جب تک ماحول درست نہ ہو۔انسان کے فرائض میں داخل ہے کہ اپنے گھر والوں۔دوست آشنا۔اہل ملک۔بنی نوع انسان کو نصیحت کرے۔ان کی بھلائی چاہے۔ان کو نیک مشورہ دے۔تبلیغ دین کرے۔اگر ایک کشتی میں چند لوگ ہوں اور ایک شخص اس میں سوراخ کرنا چاہے تو ہر صاحب عقل فہم کا فرض ہے کہ اس کو نصیحت کرے۔اس کو روکے۔ورنہ خود بھی اس کے ساتھ تباہ ہوگا۔تبلیغ دین اسلام کا خاصہ ہے۔دوسرے مذاہب نے اسلام کے دیکھا دیکھی تبلیغ شروع کی ہے۔

تَوَاصَوْا سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آدمی چاہے کتنا بھی لائق ہو۔ہوشمند ہو۔تجربہ کار ہو۔اس سے غلطی ہونی ممکن ہے۔اگر معمولی آدمی۔ایک جاہل یا ایک بچہ۔حق بات کہے۔تو کٹ حجتی نہ کرے۔موتی کو دیکھنا چاہئے۔غوطہ خور کی خساست پر نظر نہ کرنا چاہئے حکمت کی بات ایمان دار کی گم گشتہ چیز ہے۔جہاں سے ملے اٹھا لینا چاہئے۔

(وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ)۔اور باہم صبر واستقلال اور مداومت کی بھی وصیت کرنی چاہئے۔

بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ کام کی ابتدا میں بڑا جوش رہتا ہے۔ چند روز کے بعد جوش ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ لہذا جس طرح عمل پر برانگیختہ کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح اس پر مداومت کرنے کی تاکید کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ جب آدمی کام کرنے لگتا ہے تو عمل کی سختی ایک طرف دنیا دشمن ہو جاتی ہے قسم قسم کی نکتہ چینی کیجاتی ہے۔ کوئی کہتا ہے جاہل ہے۔ کوئی کہتا ہے خود غرض ہے بعض لوگ حسد کرتے ہیں طرح طرح کے موانع پیدا کرتے ہیں جو شخص صبر و استقلال سے کام لیتا ہے مشکلات سے متاثر نہیں ہوتا۔ نہ مایوس ہوتا ہے۔ نہ ہمت ہارتا ہے۔ تو اسی کو کامیابی ہوتی ہے۔ اسی کو مقصود ملتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حصول مقصود میں۔ (۱) علم و یقین۔ (۲) مناسب عمل (۳) تعلیم و تعلم و مشاورت (۴) صبر و استقلال و مداومت کی ضرورت ہے۔

اس سورہ کی تعلیم انسان کو زندگی کے ہر شعبہ کے لئے شمع ہدایت ہے۔

ہر شخص جو کام کرنا چاہتا ہے اور اس کا کوئی مقصد ہوتا ہے۔ اس کو چاہئے پہلے اس مقصد کے حاصل کرنے کا علم سیکھے۔ اور اسی چیز کو اختیار کرے جس میں کامیابی کا یقین ہو غیر یقینی الحصول مقصود کی طرف کبھی توجہ نہ کرے۔ اس کے بعد مناسب اعمال اختیار کرے۔ تمام عمر تخیلات میں نہ گذارے۔ بلکہ کام کرے کام میں آدمی کو اپنی غلطی نہیں معلوم ہوتی۔ لہذا بڑوں اور تجربہ کاروں کے زیر نگرانی کام کرے۔ ان کی ہدایتوں پر کاربند رہے چھوٹا بھی صحیح مشورہ دے تو قبول کرے خود بھی استقلال سے کام کرے۔ اور دوسروں کو اس کی ترغیب دے۔ ان تمام امور پر کاربند رہے گا تو ضرور دامن طلب دُرِ مقصود سے بھر جائیگا۔